

برابر نہیں ہے

۸۔ شرح : اسے غالب ! تم بادشاہ کے وظیفہ خوار ہو۔ بارگاہِ شاہی سے تمہیں باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے، لہذا بادشاہ کو دعا دو۔ اب وہ وقت تو نہیں رہا جب کہا کرتے تھے : ”میں بادشاہ کا نوکر نہیں“ اب تو تمہاری ملازمت کا باقاعدہ انتظام ہو گیا ہے۔

مرزا غالب ۲ جولائی ۱۸۶۷ء کو ملازم ہوئے تھے۔ انہوں نے بد روایت عرشی صاحب خود نوآب کلب علی خاں والی رام پور کو ۱۸۶۷ء میں لکھا کہ حبیب شاہ دہلی نے مجھے نوکر رکھا، خطاب دیا اور خدمت تاریخ نگاری تفویض کی تو میں نے یہ غزل طرہ تازہ پر لکھی۔
ظاہر ہے کہ یہ غزل ۲ جولائی ۱۸۶۷ء کے بعد قریبی زمانے کی ہے۔

۱۔ شرح : شاعر
کی نظر لالہ و گل کے حسن
پر پڑی تو خیال آیا کہ
ایسی چیزیں تو صرف
حسینوں کی مٹی سے
پیدا ہو سکتی ہیں۔ ساتھ
ہی یہ سوچا کہ خدا جانے
زمین میں کیسی کیسی صورتیں
جا چکی ہیں، جنہوں نے
ظہور تازہ کے لیے لالہ و گل
کی شکل اختیار کی، لیکن
جتنے حسین زیر زمین جا

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں
یاد تھیں ہم کو بھی رنگ و رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں
تھیں نباتِ النعش گردوں، دن کو پروں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں
قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزِ ن دیوارِ زنداں ہو گئیں